Rohtas Mahila College , Sasaram

Dr. Shahla Bano
Dept of Urdu

Course:-B.A part III Hons paper 6th(2019-20)
Book:- Moquadma Sher-o-Shairi
Topic:-Shairi or Haali ki Sharten

Scanned with CamScanner

سوال ۲: حالی نے شاعری کیلئے کن کن شرائط کو ضروری قرار دیا ہے؟ کیا ان کے پیش نظر حالی کی تنقیدی اہمیت پر یقین کیا جا سکتا ہے؟

جواب: حالی نے تنقیدی مسائل میں باضابطگی لانے اور اسے باقاعدہ ایک فن کی حیثیت سے اردو میں متعارف کرنے کیلئے چند نہایت بنیادی اور اہم سوالات اٹھائے ہیں۔ شاعری کیا ہے؟ شاعر کیلئے کیا لوازم ہو سکتے ہیں؟ شاعری کن کن جذبوں سے متاثر ہو سکتی ہے؟ شاعری کہاں تک سماج سے تعلق رکھتی ہے؟ اور شاعری اور شعوری کیفیتوں میں کیا رشتہ ہے؟ یہ اور ان جیسے سوالات اٹھا کر حالی نے اردو دنیا کو تنقید کے بنیادی مسائل سے آگاہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان مسائل کو حل کرتے ہوئے حالی نے حسب ضرورت مغربی مفکرین سے خیالات اخذ کیے ہیں۔ انگریزی سے براہ راست تعلق نہ ہونے کی وجہ سے مختلف مغربی علماء ادب کے خیالات میں مختلف مسائل سے منتشر انداز میں حالی کو ملے۔ انہوں نے اسی طرح ان خیالات کو پیش کر دیا۔ اسلئے مغربی خیالات سے استفادہ کے سلسلہ میں حالی کو غور و فکر کرنے اور براہ راست مطالعہ کے ذریعہ صحیح تنقیدی رائیں کو اٹھانے کا موقع نہیں ملا۔ جو کچھ جہاں سے انہوں نے سن رکھا اسے پیش کر دیا۔ انہوں نے ان خیالات کی تہہ تک جا کر یہ دیکھنے کی کوشش نہ کی کہ خود انگریزی ادب میں ان کی کیا اہمیت ہے۔ چنانچہ شاعری کیلئے انہوں نے جو شرطیں متعین کی ہیں ان کا بھی یہی حال ہے۔ انہوں نے اس تصور کو کہ شاعری کیلئے تین اجزا یعنی تخیل، کائنات کا مطالعہ اور تفحص الفاظ کو ضروری قرار دے کر کوئی بہت بڑی تنقیدی اہمیت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ بلکہ اگر ان کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اس رائے کے سلسلہ میں حالی تضاد کے شکار ہو گئے ہیں۔ انہوں نے شاعری کی پہلی شرط تخیل کو قرار دیا ہے۔ تخیل کے عام معنی تصور (Imagination) کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے یہ بتایا ہے کہ تخیل کے ذریعہ ہم ان چیزوں یا مناظر کا نقشہ بھی الفاظ کے ذریعہ کھینچ سکتے ہیں جنہیں ہم نے کبھی دیکھا نہیں ہو۔ تخیل کے مفہوم کے سلسلہ میں اکثر امر کیلئے اہمیت ہے کہ تخیل نہ صرف اندیکھی حقیقتوں کی پیشکش کا نام ہے بلکہ مختلف مناظر اور حقائق کی بازیافت بھی تخیل کے ذریعہ ہوتی ہے۔ لاشعور میں یا تحت الشعور کے نیچے دبی ہوئی باتوں کا ابھرنا بھی تخیل کی کارفرمائی ہے۔ قوت متخیلہ کے ذریعہ نہ صرف ہم حقائق کو حسن کا روپ پیش کر سکتے ہیں بلکہ تخیل کی بدولت

قوتوں کا اس حیثیت سے بھی سہارا لیتا ہے کہ ہم زندگی کے مختلف اور متضاد مشاہدات اور تجربات کو تخیل کے ذریعہ سے سانچے میں ڈھال لیتے ہیں۔ مختلف سمتوں سے مختلف اجزا کو جمع کرکے ایک نیا تصور تخیل کے ذریعہ پیش ہوتا ہے۔ اس طرح تخیل کے دائرہ کار میں بڑی وسعت ہے اور تخلیقی مراحل طے کرنے میں بلاشبہ تخیل مضبوط ترین عنصر ہے۔ حالی نے تخیل کے اتنے وسیع منصب پر توجہ نہیں دی اور اپنی بات کو مختصر کر دیا ہے۔

کائنات کے مطالعہ کے سلسلہ میں حالی تضاد کا شکار ہو گئے ہیں۔ کائنات کے مطالعہ کا مفہوم جو انہوں نے پیش کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شاعر کیلئے یہ ضروری ہے کہ تمام حقائق یا تمام واقعات و مشاہدات سے از خود گزرے اور مادی حیثیت سے اپنے موضوعات سخن کا تجربہ حاصل کرے۔ انہوں نے اس ضمن میں بعض ایسی مثالیں بھی دی ہیں جن سے کائنات کے مطالعہ کا وہ مفہوم سامنے آتا ہے جو حالی کے ذہن میں موجود تھا۔ مثلاً کسی شاعر کا پھول پر نظم لکھنے سے پہلے گلستاں میں جا کر پھولوں کا عینی مشاہدہ اور ان کی پتیوں اور رنگوں کا جائزہ لینا۔ ظاہر ہے کہ تخلیقی سطح پر ایسے تجربے یا مشاہدے کی کوئی حیثیت و اہمیت نہیں ہے۔ پھر جب تخیل کے ذریعہ شاعر ان حقائق کو سامنے لے آتا ہے جن کا اس نے مادی اور عینی مشاہدہ نہیں کیا ہے تو ظاہر ہے کہ کائنات کے مطالعہ کا یہ مفہوم نہ صرف یہ کہ ناقص ہے بلکہ گمراہ کن بھی ہے اور حالی کی بحث میں تضاد پیدا کرنے والا ہے۔ ایک طرف تخیل اس قوت کا نام بتایا گیا ہے جس کے ذریعہ معدوم کو موجود دکھانا ممکن ہے دوسری طرف کسی موضوع کے سلسلہ میں شاعر کا بھٹکتے پھرنا ان دونوں باتوں میں تضاد ہے۔ حالی نے اپنی سادگی کی وجہ سے نہایت پرخلوص انداز میں ان دونوں کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔

حالی نے شاعری کیلئے تیسری شرط تفحص الفاظ بتایا ہے۔ یعنی اپنے موضوع اور خیال کو پیش کرنے کیلئے شاعر ایسے الفاظ استعمال کرے جو اپنے اندر فصاحت رکھتے ہیں۔ فصاحت کا لفظ منصب طرز فکر پر دلالت کرتا ہے۔ خیالات کو قدرت کا اس حد تک شعوری طور پر الفاظ کا جامہ پہنانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ ایک اہم اور متنازعہ مسئلہ ہے۔ کیا کوئی

خیال بغیر الفاظ کے بھی ہمارے ذہن میں آسکتا ہے؟ حالی نے اگر اس سوال پر غور کیا ہوتا تو اس
تیسری شرط پر اتنا زور قلم صرف کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ الفاظ اور خیالات کو الگ الگ نہیں کیا جا سکتا
جب خیال اظہار کی سرحد میں آتا ہے تو وہ خود مناسب الفاظ میں منتقل ہو جاتا ہے۔ الفاظ کی فصاحت
کا مسئلہ بڑا پیچیدہ ہے۔ مختلف افراد اپنے معاشرے، ماحول، علم اور موقع کے اعتبار سے الفاظ کے
الگ الگ ذخیرے رکھتے ہیں۔ فنی جذبہ یا خیال الفاظ کے بھرپور ذخیرے کو دیکھ کر سامنے نہیں آتا ہے
بلکہ اکثر و بیشتر ایسے لوگ بھی اچھے اور کامیاب فنکار ہوتے ہیں جو الفاظ کے بڑے سرمایہ دار نہیں ہوتے۔
راجندر سنگھ بیدی کے یہاں زبان پر عدم قدرت کے باوجود جو فنی خوبی نظر آتی ہے وہ اس بات
کی بین مثال ہے یا فنکاری الفاظ کے ذخیرے اگر ایسا ہوتا تو سارے اہل زبان بہترین فنکار ہو سکتے
تھے۔ غرض حالی نے تفحص الفاظ کی بحث اکال کر شاعری یا دوسرے تخلیقی ادب کے لئے الفاظ کے محتاط اور شعوری
استعمال کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لطف یہ کہ اپنی اسی کتاب میں آمد اور آورد کی بحث کرتے ہوئے حالی نے
آمد کا ایک ایسا تصور پیش کیا ہے جس میں خیال برجستگی کے ساتھ الفاظ کا جامہ پہن کر خود بھی ظاہر ہو
جاتے اور اس طرح فنکار کو الفاظ تلاش کرنے پڑتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ آمد کے اس تصور اور تفحص الفاظ کی
بحث میں تو متضاد طریقے اپنائے گئے ہیں۔ غرض حالی نے تنقید کے بنیادی عوامل اور اصول پر بحث
کرتے ہوئے ہمارے ذہن کی کھڑکیاں کھول دی ہیں لیکن کہیں کہیں خود تضاد کے شکار ہو گئے ہیں۔
شاعری کے متذکرہ بالا تین شرائط بیان کرتے ہوئے اور خصوصاً ان کی تشریح و تعارف کے وقت
حالی کی تنقیدی بصیرت مشکوک معلوم ہونے لگتی ہے اور ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے انگریزی ادب سے
لئے گئے چند خیالات کی اچھی طرح چھان پھٹک نہیں کی بلکہ انہیں غلط مفہوم کے ساتھ ہمارے سامنے پیش
کر دیا۔